خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

PAYAM-E-HAYA

ای میگزین

پیام حیاء

شمارہ نمبر
55

OCTOBER 2025 ربیع الثانی 1447ھ

GLOBAL SUMUD FLOTILLA

عالمی صمود فلوٹیلا

معاشرتی اصلاح اور معاملات میں بہتری

جہالت
(حقیقت پر مبنی تحریر)

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3	جانتے ہیں؟(زینب	18
نعت (حسرت حسن حسرت)	4	جہالت (فرح احمد زئی)	20
اداریہ: خواتین کا کردار	5	پت جھڑ کا موسم آگیا(سیدہ ناجیہ شعیب احمد)	22
مسئلہ فلسطین (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)	6	خواتین کے مسائل (دارالافتاءالاخلاص)	23
عالمی صمود فلوٹیلا (فاطمہ سعید الرحمن)	8	کردار سازی تعلیم کا بنیادی مقصد (عذرا خالد)	25
معاشرتی اصلاحی اور معاملات میں بہتری (ابو محمد)	9	مایوسی سے امید تک (وجیہ محمد عثمان)	27
نعت (فائق ترابی)	11	تبصرے (ام رومان عبدالماجد	29
انس شریف شہید کی اہلیہ کا جگر پاش	12	بیوٹی ٹپس (ام حسن	30
انٹرویو (ضیاء چترالی)	14	پکوان (عائشہ صدیقہ)	
ادب (ساجدہ بتول)	16		
کیا آپ صعصہ بن ناجیہ کو			

Published at
www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلی: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیمار ضوان۔ ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

کلامِ الٰہی

ان پر ذلت مسلط کر دی گئی جہاں کہیں وہ پائے جائیں مگر اللہ کی پناہ اور لوگوں کی پناہ کے ساتھ اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے اور ان پر محتاجی مسلط کر دی گئی، یہ اس لیے کہ بے شک وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو کسی حق کے بغیر قتل کرتے تھے، یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔

(سورۃ آل عمران - آیت 112)

کلامِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ضرور ان لوگوں کے طریقوں پر بالشت بر بالشت اور ہاتھ بر ہاتھ چلتے جاؤ گے جو تم سے پہلے تھے (بعینہ ان کے طریقے اختیار کرو گے، ان سے ذرہ برابر آگے پیچھے نہ ہو گے) حتیٰ کہ اگر وہ سانڈے کے بل میں گھسے تو تم بھی ان کے پیچھے گھسو گے۔'' ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا یہود اور نصاریٰ (کے پیچھے چلیں گے؟) آپ نے فرمایا: ''تو (اور) کن کے؟''

(صحیح مسلم / کتاب العلم / حدیث: 6781)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حسرت حسین حسرت

ہر دور کا ہادی ہے تو پیکرِ قرآنی
تو رحمتِ عالم ہے تو جلوۂ رحمانی

یہ بات زمانے میں ہے باعثِ حیرانی
کی تیرے فقیروں نے عُسرت میں جہاں بانی

ہر ذرہ چمک اٹھا خاکِ عربستاں کا
صحرائوں نے دیکھی ہے ایثار کی طغیانی

آمد تری، انساں کی تاریخ کا سرمایہ
ممنونِ کرم تیری درویشی و سلطانی

ڈھایا ہے نہتوں نے شاہوں کے عزائم کو
تھی قوتِ ربانی وہ بے سرو سامانی

رستے پہ ترے چل کر ہر شخص نے دیکھا ہے
دنیا کے سفر میں ہے آسانی ہی آسانی

بنیاد جو اس کی ہے نامِ شہِ بطحا پر
ہے میرے گلستاں میں خوشبو کی فراوانی

اس نورِ مجسم کے جلوئوں میں نظر گم ہے
ہے جوہرِ آئینہ حسرت مری حیرانی

اداریہ خواتین کا کردار

عزیز قاریاتِ کرام!

آج جب پوری انسانیت مصائب وآلام سے دوچار ہے، خصوصاً فلسطین کے بے گناہ عوام پر ظلم کی داستانیں ہمارے ایمان اور انسانیت دونوں کو للکار رہی ہیں، تو ہم خواتین سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس صورتِ حال میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

خواتین معاشرے کی اولین معمار ہیں۔ وہ گھر کی چار دیواری میں نئی نسل کو ایمان، محبت اور انسانیت کا سبق دے سکتی ہیں۔ اپنے بچوں میں انصاف کا جذبہ پروان چڑھا سکتی ہیں۔ اپنے گھر کو ایسی تربیت گاہ بنا سکتی ہیں جہاں ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حوصلہ پیدا ہو۔

فلسطین کے لیے ہماری ذمہ داریاں:

1. دعا کا سلسلہ: ہم اپنے گھروں میں پنج وقتہ نمازوں کے بعد خصوصی دعاؤں کا اہتمام کر سکتی ہیں۔
2. آگاہی پھیلانا: سوشل میڈیا کے ذریعے حقائق کو پھیلا سکتی ہیں۔
3. معاشی تعاون: اپنی استطاعت کے مطابق قابل اعتماد اداروں کے ذریعے امداد پہنچا سکتی ہیں۔
4. بائیکاٹ مہم: ظالم ریاست کی مصنوعات کے بائیکاٹ میں اپنے خاندان اور دوستوں کو شامل کر سکتی ہیں۔
5. اپنے بچوں کو فلسطین کی تاریخ سے روشناس کرائیں۔

ہم خواتین اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بھی بڑے سے بڑے معاشرتی تبدیلی لا سکتی ہیں۔ آیئے، عہد کریں کہ ہم اپنے گھروں سے ہی ایک بہتر معاشرے کی بنیاد رکھیں گے، اور مظلوم فلسطینی عوام کے لیے ہر ممکن تعاون کریں گے۔ والسلام

فاطمہ سعید الرحمن (ایڈیٹر: پیامِ حیاء ای میگزین)

پیام حیاء ای میگزین کے لیے آپ بھی کہانی، مضامین لکھیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد، نعت، نظمیں، اقوال زرین، معلومات، صحت اور بیوٹی ٹپس، پکوان، اب بیتی اور تبصرہ اپنے نام اور شہر لکھ کر وٹس ایپ کر سکتے ہیں۔

+92 313 2127970

غزہ امن معاہدہ

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

غزہ میں جنگ بندی کا اعلان ہو گیا ہے اور متحارب فریقین کے درمیان ایک ابتدائی امن معاہدہ طے پا گیا ہے۔اس کی تکمیل اور فلسطین کی حقیقی اور مکمل آزادی کے لیے امت مسلمہ کو بیداری، دور اندیشی اور باہمی اتحاد کا ثبوت دینا ہو گا۔

باطل قوتیں اچھی طرح دیکھ چکی تھیں کہ اسرائیل اپنی تمام تر درندگی اور مظالم کے باوجود اہل فلسطین کا حوصلہ نہیں توڑ سکا۔غزہ میں تحریک مقاومت کے مقابلے میں اس کی فورسز مسلسل ناکام رہیں جبکہ انہیں پوری طرح امریکہ کی پشت پناہی، ہر قسم کا اسلحہ اور جدید وسائل میسر رہے۔دو سال کی اس جنگ میں مجاہدین کی استقامت در حقیقت اللہ تعالی کی خصوصی مدد اور نصرت کا کرشمہ ہے۔

امریکا جانتا تھا کہ اسرائیل ایک ایسی دلدل میں دھنستا جا رہا ہے جس سے نکلنا اس کے لیے بہت مشکل ہو گا۔پس ٹرمپ نے مذاکرات کی میز سجائی۔ مسلم ممالک کے حکمران ہمارے حسن ظن کے مطابق نیک نیتی کے ساتھ صدر ٹرمپ کی دعوت پر امریکہ گئے۔

وہاں صدر ٹرمپ نے جو منصوبہ پیش کیا وہ مسئلے کا حل نہیں ایک قسم کی سیز فائر یا جنگ بندی کے لیے تجاویز تھیں۔تاہم مسلم ممالک کے وفد نے اس امید پر اس کو سراہا کہ آگے چل کر مزید تفاصیل طے ہو جائیں گی۔اس کے لیے مسلم ممالک کی آراء تحریری طور پر امریکی حکام کو پیش کر دی گئیں۔

مگر اس کے فوراً بعد صدر ٹرمپ نے نتن یاہو کو اپنے ہاں مدعو کیا۔اور دونوں نے باہمی مشاورت کے ساتھ جو اعلامیہ پیش کیا ہے وہ پوری طرح اسرائیلی ایجنڈے کے مطابق تھا اور اس میں ہر طرح اسرائیل کو فتح دلوائی گئی حتی کہ غزہ سے اسرائیلی فوج کے انخلاء کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی گئی تاہم مسلم ممالک مختلف ذرائع سے امریکی صدر کو خبردار کرتے رہے کہ حماس کی شرکت کے بغیر کسی قسم کا کوئی امن فارمولا نافذ نہیں ہو سکتا۔اس دوران حماس کی کاروائیاں بھی بھرپور طور پر جاری رہیں جس سے صدر ٹرمپ کو اندازہ ہو گیا کہ مسلم ممالک کی اس رائے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور حماس کے بغیر مذاکرات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چنانچہ مصر میں امریکہ کی سرپرستی میں اسرائیل اور حماس کے مذاکرات ہوئے جس کے نتیجے میں غزہ میں جنگ بندی کا

عمل تدریجاً آگے بڑھ رہا ہے۔

یہاں ہم قائد اعظم محمد علی جناح کے اس موقف کو دہرانا چاہیں گے کہ مسئلہ فلسطین میں دو ریاستی منصوبہ کوئی حل نہیں ہے۔ اصل حل تو یہ ہے کہ اسرائیل نامی جرم کی بستی، انسانیت کے نام پہ کلنک، اور وحشت اور ظلم کے استعارے کا وجود ہی ختم کیا جائے۔

دو ریاستی منصوبہ ایک وقتی حل ہو سکتا ہے تاکہ اس قتل عام کو روکا جائے اور آگے چل کے ایک مستقل حل کے لیے راستہ ہموار ہو جائے اور کم از کم بیت المقدس فوری طور پہ آزاد ہو جائے۔ فلسطینیوں کو ایک محفوظ پناہ گاہ مل جائے۔ لیکن ظاہر ہے یہ تبھی ممکن ہے جبکہ فلسطینی ریاست کو حقیقی آزادی دی جائے۔ وہاں اس کی اپنی فوج ہو جو اس کے اپنے باشندوں پر مشتمل ہو، اس کی اپنی حکومت ہو جس کو اس کے اپنے عوام منتخب کریں، اس کا اپنا نظام تعلیم، اپنے ایئرپورٹس، اپنی بندرگاہیں، اپنا دفاعی نظام، اپنی بحری، بری اور فضائی طاقتیں، یہ سب اس کے پاس ہوں۔ اس کے بغیر دنیا میں کسی مملکت یا ریاست کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جس ریاست کے پاس اپنا ڈیفنس نہ ہو وہ ریاست کہلانے کے قابل ہی نہیں ہوتی۔

الغرض مذکورہ لوازمات کے ساتھ دو ریاستی منصوبہ ایک ابتدائی حل ہو سکتا ہے مگر اس تک پہنچنے کے لیے بھی ابھی مسلم امہ کو کئی مراحل طے کرنے پڑیں گے۔

فی الحال یہ ضروری ہے کہ حماس اور اسرائیل کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اس کی پاسداری یقینی بنائی جائے۔ بصورت دیگر مشرق وسطی میں سلگنے والا آتش خدائی قہر بن کے پھٹ پڑے گا۔

اس نازک ترین وقت میں ضرورت ہے کہ ہم سب دعا کریں کہ اللہ تعالی اس امتحان سے مسلم امہ کو سلامتی کے ساتھ گزار دے اور اور اس امن کی پیشرفت سے فلسطین کی مکمل آزادی کا راستہ نکال دے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارے پاس کوئی اور سہارا نہیں ہے۔

فاطمہ سعید الرحمن

عالمی قافلہ صمود جسے انگریزی میں گلوبل صمود فلوٹیلا اور عربی میں اسطول صمود عالمی (عالمی قافلہ استقامت) کہا گیا ہے، بین الاقوامی شہری قیادت میں بحری مہم ہے جو وسط 2025 میں شروع ہوئی۔ اس کا مقصد غزہ کی پٹی پر اسرائیلی محاصرے کو توڑنا ہے۔ فلوٹیلا میں 50 سے زائد جہاز اور 44 سے زائد ممالک کے ہزاروں افراد شامل ہیں، جو اسے شہری قیادت میں سب سے بڑا بحری قافلہ بناتا ہے۔ 2010 سے قبل اسرائیلی محاصرے کو توڑنے کی کچھ کوششیں کامیاب ہوئیں مگر اس کے بعد زیادہ تر جہاز روکے یا حملہ کیے گئے، جن میں 2025 کے مئی، جون اور جولائی کے واقعات بھی شامل ہیں۔ ستمبر تک تین ڈرون حملوں کی اطلاع ملی، جس پر تین بحری جہاز امدادی کارروائی کے لیے روانہ کیے گئے۔

قافلے اگست 2025 کے آخر میں اوٹرانٹو، جینوا اور بارسیلونا سے روانہ ہوئے، پھر کاتانیا، سیروس اور تیونس سے مزید جہاز شامل ہوئے۔ کچھ قافلے موسمی حالات کی وجہ سے عارضی طور پر رکے۔ 3 ستمبر کو اطالوی قافلہ سسلی پہنچا اور تیونس کے جہاز تیونس شہر کی جانب روانہ ہوئے۔ چار دن بعد ہسپانیہ کے قافلے کے کچھ جہاز شمالی تیونس پہنچے، جہاں 9 ستمبر کی صبح ایک مرکزی جہاز میں آگ لگی، جس پر مشتبہ طور پر ڈرون حملہ کیا گیا۔ اگلی رات ایک اور جہاز پر بھی حملہ ہوا۔ 19 ستمبر کو ہسپانیہ اور تیونس کے قافلے سسلی میں ملا کر یونان کی جانب روانہ ہوئے۔ 22 ستمبر کو یونانی قافلہ میلوس سے کریٹ روانہ ہوا اور 24 ستمبر کی رات گیارہ جہازوں پر ڈرون حملے ہوئے۔

اس مہم کی حمایت میں تقریباً 44 ممالک سے تعلق رکھنے والے ان افراد میں سیاست دان، اداکار، انسانی حقوق کے کارکن، ڈاکٹرز وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں پاکستان سے سابق سینیٹر مشتاق احمد خان اور سید عزیز نظامی سمیت چار پاکستانی بھی ہیں۔ ان گنتی کے چند سو افراد کا مقصد یہ تھا کہ غزہ میں اسرائیلی ناکہ بندی کو چیلنج کیا جائے۔ دوائی، خوراک اور بچوں کے دودھ جیسی بنیادی امداد پہنچائی جائے اور دنیا کی

بقیہ صفحہ ۱ اپر

معاشرتی اصلاح اور معاملات میں بہتری

ابو محمد

معاشرہ دراصل انسانوں کا وہ مجموعہ ہے جہاں ہر فرد کا کردار دوسرے کی زندگی پر اثرانداز ہوتا ہے۔ اگر افراد نیک، دیانت دار اور بااخلاق ہوں تو پورا معاشرہ خوشحال اور پُرامن بن جاتا ہے، اور اگر جھوٹ، دھوکہ اور ناانصافی عام ہو جائے تو معاشرہ بگاڑ، بداعتمادی اور تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے معاشرتی اصلاح ہر دور میں انسانیت کی بنیادی ضرورت رہی ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے انسان کی زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی فراہم کی ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: "اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے روکتا ہے۔" (النحل: 90)

یہ آیت معاشرتی نظام کا جامع منشور ہے۔
عدل سے مراد ہے کہ ہر شخص دوسروں کے حقوق ادا کرے اور کسی پر ظلم نہ کرے۔ احسان یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ صرف برابری نہیں بلکہ بھلائی اور نرمی کا سلوک کیا جائے۔ رشتہ داروں کا خیال رکھنا، معاشرتی تعاون اور ہمدردی کو فروغ دیتا ہے۔
بدقسمتی سے آج ہمارا معاشرہ ان اعلیٰ اصولوں سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ معمولی مفادات کے لیے جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی، ملاوٹ، رشوت اور حسد جیسے امراض عام ہو چکے ہیں۔ ہم نماز اور روزے کے پابند تو ہیں مگر معاملات میں اسلامی اصولوں سے غافل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو ہم میں سے دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں۔" (مسلم)

یہ حدیث اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ ایمان کا تعلق صرف عبادات سے نہیں بلکہ معاملات سے بھی ہے۔
معاشرتی اصلاح کا آغاز اسی وقت ممکن ہے جب ہم معاملات میں سچائی، دیانت اور انصاف کو اپنی زندگی کا اصول بنا لیں۔
معاشرتی اصلاح کا پہلا زینہ اصلاحِ ذات ہے۔ اگر ہر شخص اپنی زبان، کردار اور رویے کو درست کر لے تو معاشرہ خودبخود

سنورنے لگے گا۔ ہمیں اپنے گھر سے آغاز کرنا چاہیے۔ والدین بچوں کے سامنے اچھا نمونہ پیش کریں، سچ بولنے، بڑوں کا احترام کرنے اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی تعلیم دیں۔ اساتذہ طلبہ کے دلوں میں کردار سازی کا جذبہ بیدار کریں، اور علماء و خطباء اپنے وعظ و نصیحت میں محض معلومات نہیں بلکہ عملی تربیت کا پہلو بھی پیدا کریں۔

معاملات کی درستگی میں معاشی انصاف بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ایک طبقے کی عیاشی اور دوسرے کی محرومی معاشرتی توازن بگاڑ دیتی ہے۔ اسلام نے زکوۃ، صدقات اور ہمدردی کے اصول دے کر اس عدم توازن کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اگر صاحبِ ثروت افراد اپنی دولت کو حق داروں تک پہنچائیں تو غربت اور محرومی کے سائے چھٹ سکتے ہیں۔

مزید برآں، ہمیں اپنی گفتگو اور رویے میں نرمی اور برداشت پیدا کرنی چاہیے۔ اختلافِ رائے زندگی کا حصہ ہے، مگر اسے نفرت یا دشمنی میں بدلنا جہالت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں رہیں اور جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو نقصان نہ پہنچے۔" (بخاری)

یہی وہ اصول ہیں جو ایک صالح معاشرے کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ اگر ہم دوسروں کے لیے وہی پسند کریں جو اپنے لیے چاہتے ہیں، تو باہمی اعتماد اور محبت جنم لے گی۔

آخر میں یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ معاشرتی اصلاح کوئی وقتی نعرہ یا مہم نہیں بلکہ ایک مستقل جدوجہد ہے۔ جب تک ہر فرد اپنی ذمہ داری سمجھے اور حق و انصاف کا علم بلند رکھے، تبھی ہم ایک ایسا معاشرہ قائم کر سکتے ہیں جو قرآن و سنت کی روشنی میں امن، عدل، اور اخلاق کا نمونہ ہو۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

تیرے گنبد کے پراسرار نظارے دیکھوں
آنکھ بھر آئے تو میں دل کے سہارے دیکھوں

اے مرے ماہِ مبیں! خواب میں دیکھوں تجھ کو
تیرے چو گرد ترے سارے ستارے دیکھوں

کبھی دیکھ آؤں ثقیفہ میں ابو بکر کا فیض
کبھی خیبر میں ترے شیر کے مارے دیکھوں

کبھی فاروق میں دیکھوں تری خواہش کا وفور
کبھی عثمان میں قرآن کے پارے دیکھوں

کبھی دیکھوں تری بیٹی سے عقیدت تیری
کبھی شانوں پہ ترے راج دُلارے دیکھوں

کُھلتی جائیں ابو طالب کی وفائیں ساری
میں جو شعبِ ابو طالب کے نظارے دیکھوں

جن کے دامن میں تری آل کی تکریم نہیں
اُن کے دامن میں خسارے ہی خسارے دیکھوں

فائق ترابی

بقیہ صفحہ ۸ کا

توجہ اس انسانی بحران کی جانب مبذول کروائی جائے جو قحط اور اسرائیلی بمباری کا شکار فلسطینیوں پہ گزر رہی ہے۔

27 ستمبر سے رپورٹ ہوئی کہ ہسپانوی، اطالوی، یونانی اور ترکی حکومتیں ایک ساتھ اس فلوٹیلا کی نگرانی کر رہی تھیں اور ترکی نے مبینہ طور پر ڈرونوں کے ذریعے نگرانی کی۔ ترکی کی اس نگرانی کی تصدیق صدر رجب طیب اردوغان کے دفتر نے کی۔ اگلے دن فلوٹیلا غزہ کی طرف روانہ ہوئی، جب تک بحری امدادی دستوں کی آمد نہیں ہوئی۔ 29 ستمبر کو ایک جہاز کریٹ، قبرص اور مصر کے درمیان ٹوٹ گیا اور پانی بھرنے لگا، جس پر ترکی اور این جی او "ایمر جنسی" نے عملے کو دوسرے جہاز پر منتقل کرایا۔

فلوٹیلا پہ اسرائیلی حملوں کے بعد دنیا کے کئی شہروں، یورپ اور دیگر جگہوں پر احتجاج ہوا۔ اٹلی میں ہزاروں افراد نے مظاہرے کیے، طلبہ نے یونیورسٹیوں اور ریلوے اسٹیشنوں پر قبضہ کیا۔ جرمنی، ترکی، اسپین، بیلجیم اور لیبیا میں بھی مظاہرے ہوئے۔ آسٹریلیا میں برسبین میں مظاہرہ منعقد ہوا۔

یہ 40 کشتیاں اگر غزہ کے مظلوموں تک پہنچ جاتیں تو سینکڑوں جانوں کو بچایا جا سکتا ہے، لیکن یہ کشتیاں اگر اپنی منزل تک نہیں پہنچ پائیں، تب بھی انسانی تاریخ میں یہ کاروان ہمارے اجتماعی شعور کا روشن ستارہ ہے۔ حتیٰ کہ یہ افراد ناکام بھی ہو جائیں تو ان کی ناکامی دنیا کو مجبور کرتی ہے کہ وہ فلسطین کے انسانی بحران کا حل جلد از جلد ڈھونڈے۔

(دوسری قسط)

انس شریف شہیدؒ کی اہلیہ کا جگر پاش انٹرویو

ننھی شام کی رُلا دینے والی باتیں اور یادیں

ضیاء چترالی

جنہوں نے انس کے دل میں ایک الگ ہی نوعیت کا خوف بھر دیا۔ اُس نے بیان سے فوراً گھر چھوڑنے کو کہا، کیونکہ اُسے لگا کہ اس بار دشمن اپنے ارادے میں سنجیدہ ہے۔ یہ اندیشہ انس کو آخری سانس تک کچوکے دیتا رہا۔ بمباری سے محض پانچ منٹ قبل اُس نے بیان کو فون کیا۔ اُس کی آواز میں ایک پوشیدہ سوز تھا، جسے بیان نے فوراً محسوس کر لیا۔ اُس نے کہا: ”بیان، سمجھ نہیں آرہا کیا کروں۔ تمہارے لیے خوفزدہ ہوں۔ رپورٹنگ کے لیے نکلتا ہوں مگر دماغ تمہارے پاس ہی ہے۔“ پھر اچانک اُس نے وصیت کی:

”تمہیں لازماً غزہ سٹی چھوڑ کر جنوب جانا ہوگا۔ اگر شمال اور جنوب کے درمیان رکاوٹیں ڈال دیں تو تم محفوظ نہ رہو گی۔ وہ تمہیں میرے خلاف ہتھیار بنائیں گے اور میرے لیے موت اُس ذلت سے آسان ہے۔“ مگر ہمیشہ کی طرح بیان نے انکار کر دیا۔ اُس نے کہا: ”میں سب کچھ کر سکتی ہوں مگر تم سے دوری برداشت نہیں کر سکتی۔ یہ خیال فوراً دل سے نکال دو۔“

یوں انس اپنی آخری ہچکچاہٹ اور فکر کے ساتھ زندگی کی اُس سرحد کو عبور کر گئے، جہاں سے واپسی نہیں۔ پیچھے رہ گئی ایک بیوہ جس کا دل مسلسل گھل رہا ہے اور ایک ننھی شام جس کی معصومیت کو بابا کی جدائی نے ہمیشہ کے لیے بدل دیا۔ محض پانچ منٹ کا وقفہ تھا انس کے آخری فون کال کے اختتام اور اُس ہولناک حملے کے درمیان۔ انہی لمحوں میں وہ اپنی بیوی کو بار بار سمجھانے کی ناکام کوشش کرتے رہے کہ وہ فوراً غزہ شہر سے نکل کر وسطی علاقے کی طرف چلی جائیں، اس اندیشے سے کہ کہیں دشمن زمینی یلغار نہ کر دے۔ مگر بیان کے لیے یہ فیصلہ ممکن نہ تھا۔ اس سے قبل بھی انہیں کئی مواقع ملے کہ وہ غزہ چھوڑ دیں، لیکن ہر بار انہوں نے انکار کیا۔ جب ہم نے اُن سے پوچھا: ”آخر تم نے بار بار انکار کیوں کیا؟“ تو اُنہوں نے اشک بار لہجے میں کہا: ”انس ہی میری پوری زندگی ہے۔ میں کیسے اُسے اس کے بچوں کی صورت سے محروم کر دیتی، جب کہ انہی لمحات کی دید اسے زندگی کا سہارا دیتی تھی؟ میں کیسے غزہ سے نکل کر سکون پاتی جبکہ وہ تنہا جنگ کے دکھ سہتا رہتا؟ میں کیسے اسے بیابان سڑکوں اور کھنڈر نما راستوں پر اکیلا چھوڑ دیتی؟“

انس الشریف، اس کہانی کا مرکزی کردار 3 دسمبر 1996 کو پیدا ہوئے۔ وہ سات بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ پانچ برس قبل شادی کی اور اللہ نے اُنہیں دو بچوں سے نوازا۔ اُن کی بڑی بیٹی شام ہے، عمر محض پانچ برس۔ انس نے اپنی وصیت کا آغاز بھی اُسی کے نام سے کیا تھا، گویا وہی اُن کے دل کی سب سے پہلی دھڑکن تھی۔ بیان کہتی ہیں: ''انس نے جیا بھی شام کے لیے اور اپنی آخری وصیت بھی شام ہی کے نام لکھی۔''

انس شہیدؒ کے بیٹے کا نام صلاح ہے، جو جنگ کی کوکھ میں پیدا ہوا۔ محض ڈیڑھ سال کا ہے۔ ابھی ابھی اس نے اپنے بابا کے چہرے کو پہچاننا شروع کیا تھا اور ''بابا'' کی صدا اُس کی زبان پر سجنے لگی تھی۔ مگر دجالی قوت نے یہ تعلق توڑ دیا اور اُسے اس شفقت سے محروم کر دیا جو ابھی اُس کے نصیب میں لکھی ہی نہ گئی تھی۔ بیان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں جب وہ کہتی ہیں: ''اگر انس اور صلاح کے اکٹھے دنوں کو گنوں تو آدھا مہینہ بھی نہیں بنتا۔'' اب صلاح کے پاس جب باپ کی یاد کی پیاس جاگتی ہے تو ماں کے پاس اس کے سوا کوئی سہارا نہیں کہ اسے انس کی تصویریں دکھائے یا اُن کے ویڈیوز سنائے۔ چند لمحے کے لیے جب وہ باپ کی آواز کانوں میں سنتا ہے تو اُس کا ننھا دل کچھ دیر کے لیے ٹھہر سا جاتا ہے، لیکن پھر وہی خلا، وہی پکار ''بابا'' مگر جواب دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

یسریٰ العکلوق کا کہنا ہے کہ گفتگو کے دوران اچانک ننھی شام کمرے میں داخل ہوئی۔

ہر وقت چہچہاتی شام کے معصوم چہرے سے مسکراہٹ رخصت ہو چکی ہے۔ قدموں میں لرزش، آنکھوں میں ہیبت اور چہرے پر بے بسی کی لکیریں۔ اب وہ ہر وقت ماں کے دامن سے چمٹی رہتی ہے کہ کہیں وہ بھی بابا کی طرح اسے چھوڑ نہ جائے، مگر یہ غزہ ہے جہاں وصل کے فصل میں بدلتے دیر نہیں لگتی۔ صبح ماں باپ کا سائبان سلامت اور شام کو یتیمی کی چادر تنی ہوئی۔ شام ماں کے دامن سے ایسے لپٹی رہتی ہے جیسے کوئی کشتی طوفان میں لنگر تلاش کرے۔ بیان کا بیان ہے کہ شام بضد ہے کہ مجھے اپنا پاپا سے ملنا ہے۔ اس کے اصرار پر میں اسے انس شریف کے خیمے میں لے گئی، جہاں شام نے اپنے پاپا کو تلاش کیا، مگر وہاں نہ خیمہ تھا نہ خیمے کا مکین۔ اُس نے سوال کیا، بابا کہاں ہیں؟ اور میں نے تسلی دی: ''وہ جنت میں ہیں، تمہارے دادا کے پاس۔'' مگر بچی کا دل کاغذ نہیں کہ آسانی سے لکھ دیا جائے اور یقین آ جائے۔ شام نے میرا فون تھام لیا اور ضد کرنے لگی کہ مجھے بابا کی آواز سننی ہے۔ میں نے ٹوٹتے دل کے ساتھ کہا: ''بابا تھکے ہوئے ہیں میری جان، وہاں آرام کر رہے ہیں، اس لیے فون اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔'' مگر یہ کہانی شام کو مطمئن نہ کر سکی، بالکل اُسی طرح جیسے وہ لمحہ جب رخصتی پر اس کے سامنے ایک اسٹریچر پر بے جان جسم رکھا گیا تھا۔ اُس نے سوالیہ لہجے میں کہا تھا: ''یہ بابا نہیں، بابا تو اپنے پیروں پر چل سکتے ہیں۔''

جاری ہے۔۔

ادب؟

ساجدہ بتول

چار پانچ دہائی پہلے کی بات ہے۔ایک دروازے پہ پردہ پڑا تھا اور اس کے کنارے دروازے کی چوکھٹ کو چھو رہے تھے۔رنگین اور خوبصورت پردے نے سر اٹھایا۔سامنے ایک عمارت کے اوپر پاکستانی پرچم پوری شان سے لہرا رہا تھا۔ عمارت کی چھت کے ایک کونے پہ ایک لمبا سا ڈنڈا لگایا گیا تھا۔اور ڈنڈے کے اوپری سرے پہ پاکستانی پرچم جلوہ افروز تھا۔یعنی پرچم بہت اوپر تھا اور پردہ بہت نیچے۔

پردے نے سر اٹھایا اور پرچم کو مخاطب کر کے بولا "اوے جھنڈے! اپنا اور میرا فرق دیکھ۔تُو ایک سادہ سے کپڑے سے بنا ہے اور تیرے اندر صرف دو ہی رنگ ہیں، سبز اور سفید۔مگر مجھے دیکھ! میرا کپڑا کیسا خوبصورت ہے! جس میں کئی رنگ ہیں۔

یہ سن کر بجائے شرمندہ ہونے کے، پاکستانی پرچم کا سر مزید اونچا ہو گیا اور وہ بولا "اور دیکھ، کہ اس کے باوجود لوگ تجھے جوتے سے ٹھوکر مار کر اندر داخل ہوتے ہیں اور مجھے سلامی پیش کرتے ہیں۔میرے احترام میں کھڑے ہوتے ہیں۔مجھے ہمیشہ اونچا رکھتے ہیں۔اور مجھے بہت بلند رکھا جاتا ہے۔میں چھت سے بھی اوپر کھڑا ہوں اور تُو چوکھٹ کو چھو رہا ہے۔تُو اپنی ذلّت بھی دیکھ لے اور میری عزت بھی دیکھ لے۔

پردہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔اس نے شرمندہ ہو کر نظر جھکا لی اور چوکھٹ کو تکنے لگا۔

اتنی حکایت آپ نے پہلے بھی پڑھ رکھی ہو گی۔مگر اب یہ حکایت بڑھ گئی ہے کیونکہ وقت آگے بڑھ گیا ہے۔

پردے نے اس وقت جھنڈے سے بدلہ لینے کا سوچا تھا۔وہ کچھ دیر گہری سوچ میں گم رہا۔اور آخر اس نے ایک ترکیب سوچ لی۔اس نے اڑنا شروع کر دیا۔اڑتے اڑتے سب سے پہلے اس نے بڑے بڑے جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور رئیسوں کی عقل تک رسائی حاصل کی اور آہستہ آہستہ ان سب کی عقل پہ پڑ گیا۔عقل پہ پردہ پڑتے ہی دولتمندوں نے بڑی بڑی عمارات بنانا شروع کر دیں۔یہ عمارات تین چار منزلہ سے ہوتے ہوتے دس، بیس اور پچیس منزلہ تک پہنچ گئیں اور اس سے بھی اوپر چڑھنے لگیں۔ان شاندار عمارات کی کھڑکیوں اور دروازوں پہ پردے کو لگایا جانے لگا اور پردہ دن بدن اونچا ہوتا چلا گیا۔

یہ اس کا پہلا مرحلہ تھا جو اس نے عقل پہ پردہ پڑنے کی وجہ سے بآسانی طے کر لیا۔اب پردے نے دوسرا مرحلہ شروع کیا اور اسکولز اور سرکاری اداروں کے بڑے بڑے آفیسرز اور سیاستدانوں کی عقل تک پہنچا اور ان سب کی عقل پہ پڑ گیا۔

عقل پہ پردہ پڑتے ہی بڑی بڑی شخصیات نے پاکستانی پرچم کی تعظیم و تکریم سنگرز کے ہاتھ میں دے دی۔ پہلے جہاں 23 مارچ، 25 دسمبر، اور 14 اگست کی تقاریب میں عزت واحترام اور ادب کے ساتھ ملی نغمے پڑھے جاتے تھے، اب وہاں میوزک اور ناچ کے ساتھ یہ ترانے بشکل گانے، گائے جانے لگے۔ پہلے جہاں پاکستانی پرچم کے اعزاز میں کھڑے ہو کر اس کو سلامی پیش کی جاتی تھی، اب وہاں اس کے سامنے گستاخی سے ناچا جانے لگا۔۔اس طرح پردے نے دوسرا مرحلہ بھی طے کر لیا۔

اب پردہ تیسرے مرحلے کی طرف آیا اور ایک بار پھر اڑنے لگا۔ اڑتے اڑتے ایک بار پھر وہ حکمرانوں، وزارت تعلیم، تعلیمی اداروں کے سربراہان، اور اساتذہ کرام کی عقل تک جا پہنچا اور ان سب کی عقل پہ پڑ گیا۔

آج پردے نے ایک بہت اونچی عمارت کی سب سے اوپری منزل سے نیچے نظر دوڑائی۔ یہ ایک بہت بڑا ہوٹل ہے جس کی کھڑکی پہ لٹکا ہوا یہ پردہ کھڑکی کے شیشے سے نیچے جھانک رہا ہے اور سامنے سڑک کے پار ایک سرکاری اسکول ہے۔ پردہ نیچے جھانکتے ہوئے پاکستانی پرچم سے مخاطب ہے۔ ”کیوں رے! آج بتا، تُو اونچا ہے یا میں؟“

پاکستانی پرچم نے نظر اٹھانا چاہی اور بمشکل اوپر دیکھا ہے کیونکہ اب اس کو کپڑے سے نہیں، لوہے سے بنایا گیا ہے۔ آج یہ پرچم اپنی مرضی سے ہل بھی نہیں سکتا، لہرانا تو دور کی بات ہے۔ نظر اٹھانا اور جواب دینا تو ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ پردے کا تیسرا مرحلہ بھی مکمل ہو چکا ہے۔ تمام بڑی شخصیات کی عقل پر پڑتے ہی اس نے پاکستانی پرچم کو ٹھوکروں میں رکھوانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

”بول ناں!“ پردہ دوبارہ بولا۔ ”آج تو چوکھٹ کو تُو چھو رہا ہے۔ ٹھوکروں کی زد میں تُو ہے۔ اسکول کے بچے جب تک تجھے پیر سے ٹھوکر نہ ماریں، وہ علم حاصل ہی نہیں کر سکتے کیونکہ تجھے ٹھوکر مار کر ہی وہ اسکول میں داخل ہو پاتے ہیں۔“

پاکستانی پرچم جو سرکاری اسکول کے گیٹ میں کھڑا ہے، پردے کو جواب دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس کے پاس پیام حیا کے قارئین جیسے سمجھدار اور محبِّ وطن لوگ موجود ہیں اور وہ جواب دینے کے لیے انہی سب کا انتظار کر رہا ہے کہ وہ اس کی طرف سے جواب دیں۔ ہاں اسے انہی سے امید ہے کہ وہ اس طرف بھی نظر دوڑائیں گے، اس کے لیے بھی مہم چلائیں گے، اس کے لیے تحاریر لکھیں گے، اس کے لیے تقاریر کریں گے۔ سوشل میڈیا پہ آواز اٹھائیں گے۔ ٹویٹر پہ ٹرینڈ چلائیں گے اور وزارت تعلیم سے مطالبہ کریں گے کہ اگر اور کچھ نہیں ہو سکتا تو کم از کم پاکستانی پرچم کو سرکاری اسکولز کے گیٹ میں سے تو ہٹا دیا جائے

کیا آپ صعصعہ بن ناجیہ کو جانتے ہیں؟

زینب نعیم

360 زندہ در گور ہونے والی لڑکیوں کو پالنے والے حضرت صعصعہ بن ناجیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ در رسول اللہ ﷺ پر کلمہ پڑھنے آئے۔ مسلمان ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ ایک بات پوچھنی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پوچھو۔

کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ دور جاہلیت میں ہم نے جو نیکیاں کی ہے۔

اُن کا بھی اللہ تعالیٰ ہمیں اجر عطا فرمائیں گے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم بتاؤ تُم نے کیا نیکی کی؟

تو کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میرے دو اونٹ گم ہو گئے میں اپنے تیسرے اونٹ پر بیٹھ کر اپنے دو اونٹوں کو ڈھونڈنے نکلا۔ میں اپنے اونٹوں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے جنگل کے اُس پار نکل گیا۔ جہاں پرانی آبادی تھی۔ وہاں میں نے اپنے دو اونٹوں کو پالیا۔ ایک بوڑھا آدمی جانوروں کی نگرانی پر بیٹھا تھا۔ اُس کو جا کر میں نے بتایا۔

کہ یہ دو اونٹ میرے ہیں۔ وہ کہنے لگا یہ تو چرتے چرتے یہاں آئے تھے تمہارے ہیں تو لے جاؤ۔ اُنہی باتوں کے درمیان اُس نے پانی بھی منگوالیا چند کھجوریں بھی آ گئی میں پانی پی رہا تھا کھجوریں بھی کھا رہا تھا کہ ایک بچے کے رونے کی آواز آئی تو بوڑھا پوچھنے لگا۔ بتاؤ بیٹی آئی کہ بیٹا؟

میں نے پوچھا بیٹی ہوئی تو کیا کرو گے؟

کہنے لگا اگر بیٹا ہوا تو قبیلے کی شان بڑھائے گا۔ اگر بیٹی ہوئی تو ابھی یہاں اُسے زندہ دفن کرا دوں گا۔

اِس لئے کہ میں اپنی گردن، اپنے داماد کے سامنے جھکا نہیں سکتا۔ میں بیٹی کی پیدائش پر آنے والی مصیبت برداشت نہیں کر سکتا۔ میں ابھی دفن کرا دوں گا۔

حضرت صعصعہ بن ناجیہؓ فرمانے لگے:

یارسول اللہ ﷺ یہ بات سن کے میرا دل نرم ہو گیا۔

میں نے اُسے کہا: پھر پتہ کرو بیٹی ہے کہ بیٹا ہے؟

اُس نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ بیٹی آئی ہے۔

میں نے کہا: کیا واقعی تو دفن کرے گا۔

کہنے لگا: ہاں!

میں نے کہا: دفن نہ کر مجھے دے دے میں لے جاتا ہوں۔

یارسول اللہ ﷺ وہ مجھے کہنے لگا: اگر میں بچی تم کو دے دوں تو تم کیا دو گے۔

میں نے کہا: تم میرے دو اونٹ رکھ لو بچی دے دو کہنے لگا: نہیں! دو نہیں یہ جس اونٹ پہ تو بیٹھ کے آیا ہے یہ بھی لے لیں گے۔

حضرت صعصعہ بن ناجیہؓ عرض کرنے لگے ایک

آدمی میرے ساتھ گھر بھیجو۔ یہ مجھے گھر چھوڑ آئے میں یہ اونٹ اُسے واپس دے دیتا ہوں۔

یارسول اللہ ﷺ میں نے تین اونٹ دے کر ایک بچی لے لی۔ اُس بچی کو لا کے میں نے اپنی کنیز کو دیا وہ اُسے دودھ پلاتی۔ یارسول اللہ ﷺ وہ بچی میرے داڑھی کے بالوں سے کھیلتی وہ میرے سینے سے لگتی۔

حضور ﷺ پھر مجھے نیکی کا چسکا لگ گیا پھر میں ڈھونڈنے لگا کہ کون کون سا قبیلہ بچیاں دفن کرتا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ میں تین اونٹ دے کے بچی لا یا کرتا۔ یارسول اللہ ﷺ میں نے 360 بچیوں کی جان بچائی ہے۔ میری حویلی میں تین سو ساٹھ بچیاں پلتی ہیں۔ حضور ﷺ مجھے بتائیں میرا مالک مجھے اِس کا اجر دے گا؟

حضور ﷺ کا رنگ بدل گیا۔ داڑھی مبارک پر آنسو گرنے لگے۔ مجھے سینے سے لگایا۔ میرا ماتھا چوم کے فرمایا: یہ تجھے اجر ہی تو ملا ہے۔ رب نے تجھے دولتِ ایمان عطا کر دی ہے۔

نبی کریم ﷺ فرمایا: یہ تیرا دنیا کا اجر ہے۔ اور تیرے رسول ﷺ کا وعدہ ہے، قیامت کے دن، رب کریم تمہارے لئے خزانے کھول دے گا۔

مشہور شاعر فرزدق ان کا پوتا تھا۔ چنانچہ اس نے فخریہ شعر میں اپنے دادا کا ذکر کرتا ہے۔

وجدي الذي منع الوائدات

وأحيى الوئيد فلم توٌد

میرے دادا وہ شخص ہیں جو زندہ در گور ہونے والیوں کو روک لیتے تھے اور زندہ در گور کی جانے والی لڑکی کو بچا لیتے تھے۔

اسد الغابہ:، 3/21، مستدرک حاکم: 3/660، طبرانی المعجم الکبیر 7412، 76/8"

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کے لیے کون سا نسخہ اکسیر ہیں؟

حضرتؒ نے فرمایا:

اولیاء اللہ کے احوال و واقعات کا پڑھنا، یہ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ ہر دور اور ہر زمانے میں پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیہ ج7 ص142)

پہلی قسط

جہالت

(حقیقت پر مبنی تحریر)

فرح احمد زئی

قلعہ کے ایک چھوٹے سے کمرے میں دلہن منہ چھپائے کھڑی تھی۔ ارد گرد لوگوں کا ہجوم اسے دیکھنے کے لئے بے تاب تھا۔ کمرے سے باہر شادی کی رونقیں آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔ ہر طرف چہل پہل کا سماں تھا۔ زیور کی جھنکار، خوبصورت پوشاک میں ملبوس لڑکیاں دلوں کو فرحت بخش رہی تھیں۔

گاؤں کے یہ کچے گھر قلعے کہلاتے تھے۔ آج گاؤں کے سب ہی لوگ گویا اس ایک قلعے میں جمع ہو گئے تھے۔

لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا مگر اس گہما گہمی میں ماجدہ چہرے پر متانت و خاموشی سجائے روز مرہ کی طرح کاموں میں مشغول تھی، خیر آج اس کو زیادہ ہی کرنا تھا۔ حالات کی کشیدگیوں نے گویا اس کے چہرے سے مسکراہٹوں کی چمک دمک چھین لی تھی۔ دل مرجھا گیا تھا، اب جو ہوتا تو بس سر جھکا لیتی، کوئی فرق نہ پڑتا، ہاں دل کی گہرائیوں میں مگر بہت سے غم چھپائے بیٹھی تھی۔

"ارے بھئی اٹھا بھی دے!"۔ ہجوم والے کمرے کے ایک کونے سے آواز آئی۔

باقی بھی ہاں میں ہاں ملانے لگیں۔۔ "ہاں ہاں، ہم بھی دیکھے کیا حور پری لائے ہیں ازہر میاں۔"

کچھ دیر میں دلہن کا گھونگھٹ اٹھا لیا گیا۔ گھونگھٹ اٹھتے ہی ایک گونہ خاموشی چھا گئی پھر جلد ہی کھسر پھسر ہونے لگی۔۔۔

آآآں۔۔ یہ ہے دلہن!! کیسی بد شکل ہے! ناک، منہ دیکھو اسکا۔ ارے یہ چھوڑو، رنگت تو دیکھو اسکی۔ آآآں ہائے میاں کی تو قسمت پھوٹ گئی۔

کمرے کے چاروں اطراف سے استہزاء بھری آدھ ادھوری باتوں کی آوازیں کانوں سے ٹکرانے لگیں۔ دلہن کے دل پر کیا بیتی ہو گی یہ اللہ ہی جانتا ہے۔

"اچھی ہے اچھی ہے، اللہ مبارک کرے، ٹھیک ہے

گھونگھٹ ڈال کر بٹھادے۔" منال کی دادی اپنے طرز میں تمسخر چھپائے دھیمی مسکراہٹ سے معاملہ کو ختم کرتے ہوئے کہنے لگی۔

ازہر میاں کی یہ تیسری شادی تھی۔ پہلی بیوی ماجدہ کو لائے ہوئے برسوں بیت چکے تھے۔ مگر اس کے بچے ہی زندہ نہ رہ پاتے، پیدا ہوتے ہی مر جاتے۔ ماجدہ آٹھ بچوں کو کھو چکی تھی۔ اس کے بعد اللہ نے اپنی رحمت سے دو بچیوں منال اور نائلہ سے نوازا جواب بڑی ہو چکی تھیں۔ لیکن ازہر کے غرور و تکبر نے کبھی اس کا ماجدہ سے بننے نہیں دیا۔ جھگڑا روز کا معمول بنا تھا، گاہے بہ گاہے نوبت مار پیٹ یا طلاق تک بھی پہنچ جاتی۔

"بیٹا! کچھ علاج، دم تعویذ کرالو اپنی بیوی کے لئے، اللہ مہربان ہے نرینہ اولاد سے بھی نواز دے گا۔" ایک دن ایک بڑی بی کہنے لگی۔

"بڑی بی! اگر ماجدہ دس لڑکے بھی جن لے تب بھی میں اس پر دوسری عورت کو تولا کر ہی رہونگا۔" ازہر تیش میں آتے ہوئے کہنے لگا۔

"دوسری عورت کو لانے کے لئے پیسے چاہئے ہوتے ہیں میاں صاحب!، آپ کہاں سے بیاہ لائیں گے مفت میں۔" ماجدہ منہ بسورتے ہوئے بولنے لگی۔

"کیوں! یہ منال آخر کس کام آئی گی۔" ازہر یہ کہہ کر خوب مطمئن لگ رہا تھا۔ ماجدہ کے ماتھے سے اب پسینے چھوٹنے لگے۔ "منال! وووہ تو بہت چھوٹی ہے ابھی۔" وہ ہڑبڑاتے و گھبراتے ہوئے بولی۔ مگر ازہر صاحب کے سامنے کس کی چلنی تھی۔

منال کی زندگی میں شاید کچھ ہی دن اچھے رہ گئے تھے۔ اس کی عمر تو ابھی پندرہ بھی نہ ہو پائی تھی۔ اس چھوٹی سی عمر میں اسے کیا پتہ تھا زندگی اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے جا رہی ہے۔ اسے تو شاید اتنی بھی شد بد نہ تھی کہ معاملہ کی نزاکت کو ہی سمجھ لے۔ اپنی مرضی تو وہ جانتی ہی نہ تھی، جس نے جدھر ہانکا بس ہانک دیا۔ اس پسماندہ گاؤں میں شاید ایک نہیں بہت سے منال رہتی تھیں۔ ان کی زندگیوں کی ڈھوریں کسی نہ کسی ظالم، جاہل مرد کے ہاتھوں میں ہوتی، وہ باپ ہو پھر یا بھائی یا شوہر یا کوئی اور۔ ان کی تو سانسیں بھی اپنی مرضی سے نہیں چلتی تھیں۔ ایسے میں وہ کیا جانتی اپنی اور اپنی زندگی کی حقیقت و اہمیت کو۔ خوشی سے ہو یا ناخوشی سے اپنے گھر کے مرد کے سامنے سر جھکانا تو ناگزیر تھا۔ پھر قسمت مہربان ہوتی تو خوب ورنہ پھر ہر عورت چلتی پھرتی لاش بن کر ہسی و مسکراہٹ کا دکھاوا کرتی۔ منال کی زندگی بھی ایسی ہی بننے والی تھی۔ اپنی ماں کی زندگی سے بھی بدتر۔

خیر ازہر میاں نے دوسری شادی کا پیغام ایک گھر بھیج ہی دیا۔ نجیبہ کے گھر والوں نے اس پیغام پر ہاں کر دی۔ معاملات طے ہونے لگے تو ازہر نے منال کو نجیبہ کے بدل میں بیاہ کر وٹہ سٹہ کر دیا۔ ماجدہ تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی مگر رو ہی سکتی تھی وہ بس اور رونا بھی کس کس غم کا کرتی، جاری ہے۔۔

پت جھڑ کا موسم آگیا

بیگم سیدہ ناجیہ شعیب احمد

پائیز، پت جھڑ یا موسم خزاں کی آمد کے ساتھ فطرت ایک خاص رنگ وروپ اختیار کر لیتی ہے جو مصور کائنات کی قدرت کے بے مثال مظاہر میں سے ایک ہے۔ خزاں کا موسم نہ صرف زمین کی رنگینیوں میں نرمی اور بدلاؤ کا پیغام لاتا ہے بلکہ یہ ہمیں زندگی اور موت، ابتداء اور انجام کے فلسفے پر غور کرنے کی دعوت بھی دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں موسموں کی تبدیلی کو اللہ رب العالمین کی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (الروم:22)"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا۔ بے شک اس میں علم والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

خزاں کا موسم ہمیں زندگی کے عارضی ہونے کی یاددہانی کراتا ہے۔ جیسے درختوں کے پتے زرد ہو کر گر جاتے ہیں، اسی طرح دنیاوی زندگی بھی ایک دن اختتام کو پہنچے گی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے پیارے نبی ﷺ کی رضامندی کے مطابق گزاریں، نیک اعمال کما کر اپنی آخرت کو سنواریں۔

خزاں کی ہوا کی سرسراہٹ، زرد پتوں کی رقص کرتی انفرادیت، اور مدھم گرم روشنی ہمیں تحمل، صبر اور شکر گزاری کے گن سکھاتی ہے۔ یہی فلسفہ قرآن حکیم اور احادیثِ مبارکہ میں بھی واضح ہے کہ ہر شے اللہ کی مرضی سے ہے، اور ہمیں ہر حال میں اس کی حکمت و مصلحت کو تسلیم کرنا چاہیے۔

خزاں کا موسم نہ صرف قدرتی حسن کی جھلک دکھاتا ہے بلکہ یہ دل و دماغ کو سکون اور روشنی بھی بخشتا ہے۔ خزاں کی نرم دھوپ میں بیٹھ کر شجر کے زرد پڑتے پتوں کو دیکھنا ایک روحانی تجربہ ہوتا ہے جو انسان کو اپنے وجود کی فانی نوعیت کا احساس دلاتا ہے۔ اس موسم کی فضا میں ایسی خوشبوئیں رچی ہوتی ہیں کہ انسان کا ذہن ماضی کی یادوں میں کھو جاتا ہے۔ خزاں میں پڑنے والے نرم اور سنہری رنگ، ہوا میں سرسراہٹ اور پیروں تلے روند جانے والے خشک پتوں کی چرمراہٹ غرض ہر چیز فطرت کی اس تبدیلی کی غمازی کرتی ہے جو زندگی کے اتار چڑھاؤ کی علامت ہے۔ اس بدلتے موسم کی ڈھلتی شاموں میں خوشبودار مصالحوں سے تیار کردہ دھواں اڑاتی چائے کا ہر گھونٹ بھی خاص لطف دیتا ہے۔ رات کے پر سکون لمحات میں گویا خزاں کا موسم دل کو سنوارنے اور خود شناسی کی دعوت دیتا ہے۔

یہ موسم بچوں کو کھیلنے اور باہر گھومنے پھرنے کا بہترین موقع دیتا ہے، کیونکہ نہ زیادہ سردی ہوتی ہے نہ گرمی، بلکہ فطرت کی نرمی اور توازن کا حسین امتزاج ہوتا ہے۔اس موسم میں سیر کے دوران کھجور کے درختوں سے گری ہوئی خوش رنگ کھجوریں چکھنا بھی ایک دلچسپ تجربہ ہوتا ہے۔اس کے علاوہ موسم خزاں کی مخصوص ہوااور نرمی بعض افراد کے لیے ذہنی سکون اور تخلیقی سوچ کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے، جو شاعری، کہانی نویسی یا مطالعہ کے لیے مصلح وقت ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سے مشہور ادباء وشعراء خزاں کے موسم کو اپنے فن کا موضوع بناتے ہیں۔انفرادی طور پر، موسم خزاں میں خود کو پر سکون رکھنے کے لیے شام کے وقت چہل قدمی کا معمول بھی بڑھتا ہے جس سے نہ صرف جسمانی صحت بہتر ہوتی ہے بلکہ ذہنی دباؤ میں کمی آتی ہے۔یہ انفرادیت موسم خزاں کی خوبصورتی اور روحانی گہرائی کو ظاہر کرتی ہیں اور زندگی کو بہتر طریقے سے جینے کی ترغیب دیتی ہیں۔

معزز قارئین!

موسمِ خزاں میں صحت اور جسمانی تندرستی کے لیے چند اہم احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہیں۔چونکہ اس موسم میں سردی کا آغاز ہونے جارہا ہوتا تو نزلہ زکام کا امکان بڑھ جاتا ہے، اس لیے درج ذیل اقدامات مفید رہتے ہیں: ہاتھوں کی صفائی کا خاص خیال رکھیں، خاص طور پر کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ضروری ہے تاکہ سردی، فلو یا دیگر انفیکشن سے بچاؤ ہو۔تازہ اور صاف پانی زیادہ مقدار میں پئیں تاکہ جسم میں پانی کی کمی نہ ہو، خاص طور پر سرد موسم میں بھی ہائیڈریشن اہم ہے۔کھانے میں وٹامنز اور غذائیت سے بھرپور خوراک شامل کریں جیسے تازہ پھل، سبزیاں اور گرم غذا تاکہ قوتِ مدافعت مضبوط رہے۔گھروں میں ہوا کی مناسب گردش کو یقینی بنائیں تاکہ نمی اور جراثیم نہ بڑھ سکیں، خاص طور پر سینے اور سانس کی بیماریوں سے بچاؤ کے لیے۔موسم خزاں میں موسمی الرجی اور نزلہ زکام یا کھانسی کے امکانات ہوتے ہیں، اس لیے اگر کسی کو علامات ظاہر ہوں تو فوری طور پر ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

پانی میں بھیگنے یا دیر تک ٹھنڈی ہوا میں رہنے سے گریز کریں تاکہ بدن کی حرارت کم نہ ہو، کیونکہ اس سے بیماری کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔اگر ممکن ہو تو رات کو سردی سے بچنے کے لیے کمبل یا گرم کمرہ رکھیں تاکہ نیند متاثر نہ ہو۔یہ احتیاطی تدابیر موسم خزاں میں صحت کو بہتر رکھنے اور بیماریوں سے بچاؤ میں مدد دیتی ہیں۔

یاد رہے کہ موسم خزاں ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم دنیا کی رنگینیوں میں ڈوب کر آخرت سے بے فکر نہ ہوں بلکہ اس سے سبق سیکھ کر اپنی روحانی ترقی پر توجہ دیں۔کیوں کہ یہ موسم ہمیں اللہ کی قدرت، زندگی کی فانی نوعیت اور آخرت کی تیاری کی یاددہانی کراتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکامات پر عمل کرنے اور اس دنیا میں اپنی زندگی کو بہترین طریقے سے گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دار الإفتاء الإخلاص
خواتین کے مسائل

اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں کو صدقہ کی رقم دینے کا شرعی حکم (فتوی نمبر: 5226)

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، محترم جناب مفتی صاحب! اگر کوئی اپنی آمدنی سے ایک مخصوص حصہ ہر مہینے اللہ کے نام پر نکالتا ہو تو کیا اس حصہ کو صلہ رحمی میں خرچ کر سکتا ہے؟ مثلاً: رشتہ داروں کو تحفہ یا اجناس دینے میں یا ان کی مالی امداد کرنے میں اپنی شادی شدہ بیٹیوں کی مدد کر سکتا ہے؟

جواب: نفلی صدقہ، ہدیہ کے حکم میں ہوتا ہے، یہ مال دار اور غریب ہر ایک کو دیا جا سکتا ہے، البتہ ضرورتمندوں کو دینے کا زیادہ ثواب ہے۔

واضح رہے کہ نفلی صدقہ کی رقم صلہ رحمی کے طور پر اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں کو دینا جائز ہے، بلکہ یہ دوگنے ثواب کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے: جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "اپنے اعزاء واقارب پر خرچ کرنے میں دو اجر ہیں: ایک اجر رشتہ داری کے حق کی ادائیگی کا، دوسرا اجر صدقہ کا"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1461)

بات بات پر جھوٹی قسم کھانے کا شرعی حکم (فتوی نمبر: 8820)

سوال: حضرت! میرے دوست کی بیوی ہر بات پر کلمہ پڑھ لیتی ہے اور قرآن اٹھا لیتی ہے، بہت سی باتیں بعد میں جھوٹی ثابت ہوتی ہیں، معلوم یہ کرنا تھا کہ اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ نیز کیا اس عورت کا ایمان اور نکاح سلامت ہے؟ اگر سلامت نہیں ہے، تو کیسے دوبارہ ایمان حاصل کرے اور ایسی حالت میں اس سے نبھا جاری رکھ سکتے ہیں؟ براہ کرم وضاحت فرمادیں۔

جواب: گذشتہ زمانے کی کسی بات یا واقعے پر جھوٹی قسم کھانا "یمینِ غموس" کہلاتی ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ ایسی قسم جس کی بنا پر انسان گناہ میں ڈوب جاتا ہے اور یہ ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے کہ اس قسم کا مستقل کوئی کفارہ نہیں ہے، لیکن جھوٹی قسم کھانے والے کو چاہیے کہ فوراً توبہ واستغفار کرے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے، تاکہ قیامت کے دن کسی قسم کی پشیمانی نہ ہو، البتہ جھوٹی قسم کھانے سے ایمان اور نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (القرآن الکریم: (النحل، الآیۃ: 94)

قسطوں پر چیزیں خریدنا (فتوی نمبر: 778)

سوال: قسطوں پر گاڑی، اسکوٹر اور موبائل وغیرہ خریدنے کے بارے میں تفصیل سے بتادیں۔

جواب: قسطوں پر گاڑی یا موٹر سائیکل خریدنا شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ گاڑی یا موٹر سائیکل کی کل قیمت اور مدت ادائیگی طے ہو، اور قسط میں تاخیر ہونے کی صورت میں جرمانہ وصول نہ کیا جائے۔ (المبسوط للسرخسی: (13/8، ط: دار المعرفۃ)

کردار سازی
تعلیم کا بنیادی مقصد

عذرا خالد

تعلیم صرف معلومات کے حصول کا نام نہیں، بلکہ یہ انسان کے کردار، اخلاقی رویوں کی تشکیل، اور معاشرتی رویوں کو بہتر بنانے کا ایک گہرا اور دیرپا عمل ہے، جسے کردار سازی کہتے ہیں۔ ایک پختہ کردار اخلاقی اور معاشرتی خصوصیات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ایسا فرد صحیح اور غلط، اچھے اور برے کے درمیان درست فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، مثبت تعلقات قائم کرتا ہے، اور عارضی کامیابی کے بجائے دائمی کامیابی پر نظر رکھتا ہے۔ وہ عدل کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہے اور اپنے جذبات میں توازن قائم رکھتا ہے۔ طلباء کی کردار سازی انہیں مستقبل کی مشکلات کا ذمہ داری اور بہتر انداز میں مقابلہ کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔

تعلیم انسان کے کردار کو درج ذیل اہم طریقوں سے متاثر کرتی ہے:

علم اور بصیرت میں اضافہ:

تعلیم فرد کی سوچ کو وسیع کرتی ہے، اسے دنیا اور اس کے مسائل کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ علم کے ذریعے ہی انسان صحیح اور غلط میں تمیز کر کے اپنے ماحول کو بہتر بنانے کی سمت قدم بڑھاتا ہے۔

اخلاقی رویوں کی تشکیل:

درسی کتب سے آگے بڑھ کر تعلیم ایمانداری، سچائی، ہمدردی، انصاف اور ذمہ داری جیسی اعلیٰ اخلاقی صفات کی تعلیم دیتی ہے۔ یہ اخلاقیات خودغرضی سے بچا کر دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا سکھاتی ہیں۔

معاشرتی رویوں کی بہتری:

تعلیم یافتہ فرد معاشرے کا ایک فعال اور مثبت رکن بنتا ہے۔ یہ تعاون، اختلاف رائے کا احترام اور معاشرتی ذمہ داریوں کو سمجھنا سکھاتی ہے۔

خود آگاہی اور خود اعتمادی:

تعلیم فرد کو اپنی ذاتی خوبیوں اور خامیوں کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہے، جس سے اس کی ذاتی صلاحیتوں پر یقین اور خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایثار اور خدمت خلق کا جذبہ:

تعلیم انسان میں ایثار، قربانی اور خدمت خلق کا جذبہ بیدار کرتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ انسان دوسروں کے دکھ درد کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھتا ہے اور معاشرے کی بھلائی کے لیے کام کرنے کی ترغیب پاتا ہے۔

کردار سازی میں اساتذہ کا کلیدی کردار:

تعلیم کے ذریعے کردار سازی میں اساتذہ کا

کردار سب سے زیادہ اہم اور بنیادی ہے۔استاد محض کتابیں پڑھانے والا نہیں ہوتا، بلکہ وہ طلباء کے لیے ایک رول ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ایک اچھا استاد صرف علم منتقل نہیں کرتا، بلکہ:

اساتذہ کے اخلاق، رویے اور کردار طلباء کی شخصیت کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ان کا عمل ان کے قول سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

وہ طلباء کی مخفی یا چھپی ہوئی صلاحیتوں کو بیدار کرتے ہیں اور انہیں شعور، علم اور آگہی کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

وہ طلباء کو اخلاقی طور پر مضبوط بناتے ہیں اور انہیں ایک ذمہ دار، باشعور اور فعال شہری بننے میں مدد دیتے ہیں، جو ایک بہترین کردار کی بنیاد ہے۔

ہمارے تعلیمی نظام کی ناکامی اور اصلاح کی ضرورت:

یہ ایک تشویش ناک حقیقت ہے کہ ہمارا موجودہ تعلیمی نظام کردار سازی کے اپنے اصل مقصد میں بُری طرح ناکام رہا ہے۔یہ ناکامی معاشرے میں انتشار، باہمی اختلافات، وسیع پیمانے پر پائی جانے والی معاشرتی خرابیوں اور بدعنوانی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، جو اب معمول بن چکی ہے۔

ہمارا فرسودہ نظام تربیت پر نہیں بلکہ صرف ڈگری کے حصول پر توجہ دیتا ہے۔اسی لیے آج کے نوجوانوں کی خواہشات میں بے پناہ دولت اور بے مثال شہرت کی جستجو نمایاں نظر آتی ہے۔اس کا نتیجہ قیادت کے خلا کی صورت میں بھی سامنے آیا ہے۔

معاشرتی بگاڑ کی جڑیں اسی فرسودہ تعلیمی نظام میں ہیں، جہاں ہم دوسرے کی بات کو سمجھنے کے لیے نہیں، بلکہ اسے منہ توڑ جواب دینے اور شرمندہ کرنے کے لیے سنتے ہیں۔

کردار سازی پر مبنی تعلیم معاشرے کی ترقی اور خوش حالی کے فروغ کے لیے کردار سازی پر مبنی تعلیم کو اول ترجیح دینا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

ایمانداری بنیادی وصف: کردار کی تعمیر میں ایمانداری کو بنیادی پتھر کے طور پر پیش کیا جائے۔تمام خوبیاں اسی صفت سے جنم لیتی ہیں، جو سماجی تعلقات میں انقلاب لاتی ہیں اور انفرادی و معاشرتی ترقی کو فروغ دیتی ہیں۔

کردار سازی کی تعلیم لوگوں کو قناعت کی ترغیب دیتی ہے، جس سے امن و سکون میسر آتا ہے اور ناجائز ذرائع سے دولت جمع کرنے کی خواہش کم ہوتی ہے۔

عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم سے طلباء کو آراستہ کرتے ہوئے ہم آئندہ نسل کی بہترین کردار سازی کر سکتے ہیں۔ہمیں اپنے معاشرے کو تبدیل کرنا ہو گا تاکہ مستقبل کی نسل کو بہتر ماحول حاصل ہو اور وہ بہترین طریقے سے تربیت حاصل کر سکے۔ایک مضبوط تعلیمی نظام ہی معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اور اسی سے ہمارے ملک کا بہتر مستقبل وابستہ ہے۔

مایوسی سے امید تک

وجیہہ محمد عثمان (کراچی)

چند روز قبل ایک خوشی کی دعوت میں جانے کا موقع ملا، عام طور پر ایسی تقریبات جو ایلیٹ کلاس کی طرف سے ہو اس کا تصور کھانے پینے اور گپ شپ سے جڑا ہوتا ہے، لیکن اس دعوت میں کچھ مختلف تھا۔ میز بان نے اپنے دنِ مسرت کو اللہ کی رضا سے جوڑتے ہوئے درسِ قرآن اور اجتماعی دعا کا اہتمام بھی کر رکھا تھا۔ یہ ایک منفرد تجربہ تھا کہ خوشی کو محض دنیاوی رسم کے بجائے اخروی سکون کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

محفل میں زیادہ تر خواتین وہ تھیں جو بظاہر جدید زندگی کے رنگوں میں رنگی ہوئی تھیں۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایسے ماحول میں جہاں دنیا سے متاثر ہونے کا خدشہ ہو شرکت مناسب نہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ کا پیغام وہاں نہ پہنچے تو پھر یہ دل کس طرح نورِ ہدایت سے آشنا ہوں؟ شاید یہی حکمت تھی کہ درس کے دوران عجیب کیفیت دیکھنے میں آئی۔ وہی خوش باش، ہنستی مسکراتی خواتین اچانک سنجیدہ ہو گئیں، خاموشی سے سنے لگیں اور کئی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ یہ منظر اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ ہر دل کے اندر ایک خلا ہے، ایک پیاس ہے جو دنیا کی رونقوں سے نہیں بجھتی۔

دعا کے بعد جب ان خواتین سے بات ہوئی تو حیرت انگیز طور پر تقریباً سب ہی ایک ہی فریاد کرتی نظر آئیں: "مایوسی"۔ کسی کو بچوں کی نافرمانی نے بے چین کر رکھا تھا، کسی کو شوہر کی بے رخی نے تھکا دیا تھا، کوئی رزق اور معاشی مسائل میں گھری تھی۔ بظاہر ہر کسی کی پریشانی الگ الگ تھی، لیکن اصل بیماری ایک ہی تھی: اللہ سے دوری۔ کیونکہ جب انسان شکر گزار نہیں رہتا اور اپنی نعمتوں میں اللہ کو یاد نہیں کرتا تو پھر دل کا سکون چھن جاتا ہے اور مایوسی آگھیرا کرتی ہے۔

قرآن نے ہمیں اسی کیفیت سے نکالنے کا راستہ بتایا ہے: "پھر جب تم ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔" (آل عمران:159)

گویا انسان کی اصل طاقت یہ نہیں کہ اس کے پاس کتنا مال واسباب ہے، بلکہ یہ ہے کہ وہ اپنے فیصلے اور ارادے کو اللہ کے حوالے کر دے۔ توکل وہ چراغ ہے جو مایوسی کے اندھیروں کو روشنی میں بدل دیتا ہے۔

یہ محفل ختم ہوئی تو دلوں کی کیفیت بدلی ہوئی تھی۔ آنکھوں کے آنسو مسکراہٹوں میں ڈھل گئے، اور

بے بسی کی جگہ ایک نیا عزم ابھرا۔ اکثر خواتین نے اعتراف کیا کہ وہ اپنی زندگی کو بامقصد گزارنا چاہتی ہیں اور اللہ سے جڑنے کا عہد کرتی ہیں۔ کچھ نے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ اس طرح کی محافل وقتاً فوقتاً منعقد کی جائیں تاکہ ان کے دل بار بار تازہ ہوں اور وہ اللہ کی یاد سے قریب تر ہو سکیں۔

یوں یہ خوشی کی تقریب صرف ایک سماجی دعوت نہ رہی بلکہ مایوسی سے امید تک کا سفر بن گئی، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ کے کلام سے جڑنے والا لمحہ انسان کی زندگی کا رخ بدل سکتا ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں مایوسی کے اندھیروں سے نکال کر شکر گزاری کی روشنی عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین

شکوۂ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر ہے
اپنے حصے کی کوئی شمع جلائی جائے

نیک لوگوں کے تین کلمات

حضرت عوف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل خیر ایک دوسرے کو تین کلمات لکھتے ہیں

1: جو شخص اپنی آخرت کے لیے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی امور کی کفایت خود فرماتے ہیں۔

2: جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملات کو درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملات کو درست فرما دیتے ہیں۔

3: جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی درست فرما دیتے ہیں۔

(تنبیہ الغافلین ص 35 از نصر بن محمد ابراہیم ثمر قندی رحمہ اللہ)

تبصرے

ام رومان بنت عبد الماجد

سرورق ایسا لگا جیسے پہلی جھلک ہی قاری کو اپنی طرف کھینچ لے، سرورق نے پورے شمارے کی شان کو دوبالا کر دیا، دلکش اور مؤثر انتخاب ہے۔ فہرست کو دیکھ کر ہی پورے رسالے کی محنت اور ترتیب نمایاں ہوتی ہے۔ فہرست کو پڑھ کر اندازہ ہوا کہ پورے شمارے میں متنوع اور قیمتی مضامین شامل کیے گئے ہیں۔

پہلے صفحہ پر سورۃ الاحزاب کی آیت پڑھی روح کو سکون ملا، حدیث مبارکہ ﷺ پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا۔

محترمہ ساجدہ صاحبہ کی نعت رسول مقبول ﷺ پڑھی، اشعار کے انتخاب اور انداز بیاں کی عقیدت نے ایسا رنگ بکھیرا کہ دل عشق مصطفی ﷺ کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔

مجاہدہ ختم نبوت باجی فاطمہ کے قیمتی الفاظوں سے بہت مستفیذ ہوئی، اندازِ تحریر رواں، دل نشین اور فکر انگیز جو قاری کو آغاز سے اختتام تک اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب کی تحریر پڑھی، مولانا نے تاریخ کے موتیوں کو صفحہ قرطاس پر اس خوبصورتی سے پرویا کہ پڑھنے والے کے اندر ایمان کی تازگی اور عملی جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

مفتی عبدالرحمٰن سعید کی تحریر "قرآن کا خادم" ایمان افروز اور دلوں کو جھنجوڑنے والی ہے، بلاشبہ یہ تحریر ہر اس قاری کے لیئے مشعل راہ ہے جو قرآن کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کرنا چاہتا ہے۔

محترمہ فاطمہ سعید الرحمن صاحبہ کی تحریر "محمد ﷺ بحیثیت شوہر" پڑھی، نہایت خوبصورت اور فکر انگیز ہے، اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ، ہمارے نبی جی تو بے مثال ہیں ان کے لیئے تو جتنا لکھا جائے کم ہے، قلم میں سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن نبی جی کی تعریف نہیں۔ محترم ابو محمد صاحب کی تحریر "ربیع الاول اور ہم" پڑھی، انداز تحریر نہایت سادہ مگر بہت عمدہ۔ محترمہ عذرا خالد صاحبہ کی تحریر "تاریخ میں گم" پڑھی، بلاشبہ پڑھنے والی کے دل و دماغ میں گہرا اثر چھوڑ گئی، اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ محترمہ بشری حفیظ صاحبہ کی تحریر "حقیقی میلاد، سیرت مصطفی ﷺ کی پیروی" پڑھی، محترمہ بشریٰ حفیظ کی تحریر ایک نایاب فکری تحفہ ہے،

ہر سطر قاری کی سوچ کو نئی سوچ عطا کرتی ہے اور حقیقت کے قریب لے جاتی ہے۔ محترم فائق ترابی صاحب کی نعت ﷺ پڑھی، یہ نعت عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو سے معطر اور دل کو ایمان کی حلاوت سے لبریز کرنے والی تھی۔ محترم ضیاء چترالی صاحب کی تحریر "انس شریف الشہید کی اہلیہ کا انٹرویو" پڑھا، اس تحریر میں شہادت کا درد، قربانی کا جذبہ اور ایمان کی تازگی جھلکتی ہے، بہت خوبصورت تحریر ہے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پیاری سی باجی سیدہ ناجیہ صاحبہ کی تحریر "معلم انسانیت" پڑھی، یہ تحریر عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نکہت سے معطر اور دلوں کو سکون بخشنے والی ہے۔

ہر لفظ میں محبت و عقیدت کی چمک اور ایمان کی حرارت جھلکتی ہے، یہ تحریر بصیرت افروز بھی ہے اور روح پرور بھی، اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ، پیاری مجاہدہ ختم نبوت بنت احمد صاحبہ کی تحریر "آداب محبت" پڑھی، ماشاءاللہ بہت خوب، کمال است۔ محترمہ کلثوم فہیم کی تحریر "خاتم المرسلین کی حفاظت میں معاشی جہد وجہد" پڑھی، کمال، دلنشین اسلوب، روح پرور تحریر، دلوں کو معطر کرنے والے جملے۔ محترمہ ام عفان صاحبہ کی تحریر "تحفظ ختم نبوت کے جانثار سپاہی" اپنی تاثیر اور دل نشینی میں بے مثال ہے۔ اس تحریر نے نہ صرف ختمِ نبوت کے عظیم پیغام کو اجاگر کیا ہے بلکہ اس راہ میں جانیں نچھاور کرنے والے جانبازوں کی قربانیوں کو بھی نہایت خوبصورتی سے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ تحریر کا ہر جملہ عشقِ رسول ﷺ کی حرارت اور ایمان کی تازگی لیے ہوئے ہے، جو قاری کو عزم و ہمت کا پیغام دیتا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک ایسی شاہکار تحریر ہے جو نسلِ نو کے لیے رہنمائی اور ولولہ پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ محترمہ فاطمہ عبد المجید نے نہایت خوبصورتی سے واضح کیا کہ حجاب عورت کی اصل زینت اور اس کا حقیقی تحفظ ہے۔

خواتین کے مسائل پڑھے، جس پر ادارہ کی بہت ممنون و مشکور ہوں، اور درخواست کرتی ہوں کہ خواتین کے مسائل والے سلسلے کو اسی طرح چلایا جائے۔ محترمہ عائشہ صدیقہ نے اپنی تحریر "پکوان" میں نہایت سہل اور دلنشین انداز میں مختلف ترکیبیں پیش کی ہیں۔ ان کا اندازِ بیان اتنا رواں اور واضح ہے کہ قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ خود کچن میں کھڑے رہنمائی حاصل کر رہے ہوں۔ ہر ترکیب میں نہ صرف ذائقے کی لذت چھپی ہے بلکہ گھریلو محبت اور خلوص کی خوشبو بھی محسوس ہوتی ہے۔ بلاشبہ یہ تحریر باورچی خانے کی خوبصورتی اور گھریلو ذوق کی نمائندگی کرتی ہے۔

سب سے زیادہ ووٹ لینے والی بہنا کو بہت بہت مبارک ہو اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

پیاری باجی فاطمہ کی اس انتھک محنت پر ڈھیروں مبارک باد، اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے

بیوٹی ٹپس

ام حسن

1. چہرے کی تازگی کے لیے

گلاب کے پانی کا اسپرے: دن میں 2-3 بار چہرے پر اسپرے کریں، جلد تروتازہ رہے گی

شہد اور لیمن: ایک چمچ شہد میں چند قطرے لیمن کا رس ملا کر ہفتے میں ایک بار لگائیں، جلد صاف ہو گی

2. بالوں کی خوبصورتی

ناریل کا تیل: گرم کر کے جڑوں میں لگائیں، ایک گھنٹے بعد دھولیں

انڈے کی زردی: بالوں میں لگا کر 30 منٹ بعد دھوئیں، بال مضبوط ہوں گے۔

3. ہونٹوں کی حفاظت

شہد اور ویسلین: رات کو سونے سے پہلے لگائیں، ہونٹ نرم رہیں گے۔

. آنکھوں کی چمک

کھیرے کے سلائس: آنکھوں پر 10 منٹ رکھیں، تھکاوٹ دور ہو گی۔

ٹھنڈے پانی سے دھونا: صبح آنکھیں کھولتے ہی ٹھنڈے پانی سے دھوئی۔

5. جلد کی صفائی

بیسن کا اُبٹن: دہی میں ملا کر لگائیں، جلد صاف ہو گی۔

موسم کے مطابق پانی پئیں: گرمی میں 8-10 گلاس، سردی میں 6-8 گلاس۔

6. قدرتی اسکرب

چینی اور زیتون کا تیل: ہلکے ہاتھوں سے چہرہ صاف کریں، مردہ جلد دور ہو گی۔

کوفی گرائنڈ: تیل میں ملا کر جسم پر لگائیں، جلد نرم ہو گی۔

7. ہاتھوں کی حفاظت

بادام کا تیل: ناخنوں اور ہاتھوں پر لگائیں۔

گلووز پہن کر: برتن دھوتے وقت ہمیشہ گلووز پہنیں۔

8. پاؤں کی خوبصورتی

نمک والے پانی سے: گرم پانی میں نمک ڈال کر پاؤں دھوئیں۔

ویسلین اور موزے: رات کو ویسلین لگا کر موزے پہن کر سوئیں۔

9. جسمانی تازگی

پودینے کے پتے: پانی میں ابال کر نہانے کے پانی میں ڈالیں۔

ہلدی اور دودھ: نہانے سے پہلے لگائیں، جلد چمکدار ہو گی۔

10. روحانی خوبصورتی

وضو: دن میں کئی بار وضو کریں، چہرے پر نور آئے گا۔

پاکیزگی: طہارت اور صفائی کا خیال رکھیں۔

. مسکراہٹ: مسکرا کر بات کریں، یہ آپ کی خوبصورتی میں اضافہ کرے گی

پکوان

عائشہ نعیم

ٹوٹی فروٹی

کریم ڈیلائٹ

درکار اجزاء:

کریم ۲ پیکٹ، فروٹ کوکٹیل ایک ٹن، لال جیلی ایک پیکٹ، سبز جیلی ایک پیکٹ، چاکلیٹ سجاوٹ کے لئے۔

بنانے کا طریقہ: کریم کو ایک پیالے میں پھینٹ لیں۔ اس میں فروٹ کوکٹیل کو اس طرح شامل کریں کہ اس میں سیرپ شامل نہ کریں۔ تھوڑا سا سیرپ حسب ذائقہ کریم میں ملا کر فریج میں رکھ دیں، جیلی کو بنانے کے لئے پانی پونا کپ اُبالیں۔ اس میں ایک جیلی کا پاؤچ کھول کر ڈالیں، پکا کر پلیٹ میں جمادیں اسی طرح دوسری جیلی بھی بنا کر جمادیں۔ جم جائے تو چھری سے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر آدھی جیلی کریم میں ملادیں۔ آدھی جیلی کو کریم کے اوپر سجادیں۔ چاکلیٹ کو باریک کدوکش کر کے اس کے اوپر سجادیں۔ فریج میں کچھ گھنٹوں کے لئے رکھ دیں اور ٹھنڈا ٹھنڈا نوش فرمائیں۔

دال بھری پوری

درکار اجزاء:

پوری کیلئے: آٹا ۲۰۰ گرام، نمک آدھا چھوٹا چمچہ، تیل ۲ بڑے چمچے۔

فلنگ کیلئے: چنے کی دال ۱۶۰ گرام، ہری مرچ (باریک کٹی ہوئی) ۳ سے ۴ عدد، ثابت دھنیا ایک بڑا چمچہ، سونف ایک چھوٹا چمچہ، ہینگ ایک چٹکی، ہرا دھنیا (باریک کٹا ہوا) تھوڑا سا، لال مرچ پاؤڈر حسبِ ذائقہ۔

بنانے کا طریقہ: دال کو اچھی طرح دھو کر بھگو دیں۔ چار گھنٹے بعد نرم ہونے تک اُبالیں اور پانی نتھار کر دردرا پیس لیں۔ پسی ہوئی دال میں فلنگ کے بقیہ تمام اجزاء ملا کر چھوٹے چھوٹے پیڑے تیار کر لیں۔ اب ایک برتن میں آٹے میں تیل اور نمک ملا کر تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر گوندھ لیں۔ پھر اس کے چھوٹے چھوٹے پیڑے بنالیں۔ ایک پیڑا لیں اور اسے تھوڑا سا بیل کر اس میں فلنگ والا پیڑا لپیٹ لیں۔ پھر اسے بیل لیں۔ اب ایک ایک کر کے سارے پیڑے کو اس طرح تیار کر کے گرم تیل میں سنہرا تل لیں۔ گرما گرم پوری کو سبزی، اچار، چٹنی یا دہی کے ساتھ پیش کریں۔